پابند ہے۔ قیدیوں کی بنیادی ضروریات کا انتظام سب سے پہلے علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے عراق میں کیا تھا۔ پھر امیر معاویہؓ نے شام میں ایسا ہی کیا۔ پھر ان کے بعد سارے خلفاء ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔

امام ابو یوسفؒ کتاب الخراج میں لکھتے ہیں :

"حضرت علیؓ بن ابی طالب کا طریقہ یہ تھا کہ کسی قبیلہ یا آبادی میں اگر کوئی بد معاش آدمی ہوتا تو اسے قید کر دیتے اگر وہ آدمی صاحب مال ہوتا تو اس پر اسی کے مال میں سے صرف کیا جاتا۔ بصورت دیگر آپ اس کے اخراجات کا بار مسلمانوں کے بیت المال پر ڈال دیتے"(۷۲)

قیدی رشتہ داروں کے درمیان جدائی ڈالنے کی ممانعت :

اسلام اس بات کو درست قرار نہیں دیتا کہ ایک ماں جرم کرنے کے بعد قید کر دی جائے اور اس کی معصوم اولاد کو اس سے جدا کر دیا جائے۔ حضرت ابو ایوبؓ انصاری سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"من فرق بین والدة وولدها فرق الله بینه وبین احبته یوم القیامة"(۷۳)

(جو شخص ماں اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور احباب کے درمیان جدائی ڈالے گا)

یہ حدیث پاک اگرچہ جنگی قیدیوں کے متعلق ہے تاہم اسلام کے رحمتِ عامہ کے تعلق کے حوالے سے اس کا اطلاق عام قیدیوں پر بھی ہو سکتا ہے۔

قیدیوں کی عزیز و اقارب سے ملاقات :

اسلام قیدیوں کو یہ حق بھی عطا کرتا ہے کہ ان کے رشتہ دار، دوست احباب اور پڑوسی قید کے دوران ان سے میل جول اور ملاقات کر سکیں۔ اس سلسلے میں اسلام کسی رکاوٹ اور پابندی کو جائز نہیں ٹھہراتا۔ فتاوی عالمگیری میں قیدیوں سے عزیز و اقارب کی ملاقات کے متعلق یہ تصریح ملتی ہے۔

"قیدیوں کے پاس اس کے اہل و عیال اور پڑوسی لوگوں کو جانے سے منع نہ کیا جاوے لیکن وہاں دیر تک ٹھہرنے کی اجازت نہ ہوگی"(۷۴)

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابو زرعہ)

قیدیوں کو رشتہ داروں کی وفات پر تجہیز و تکفین میں شرکت کی اجازت :

اسلام قیدیوں کو اپنے قریبی رشتہ داروں کی وفات پر ان کی تجہیز و تکفین میں شرکت کرنے کی اجازت بھی دیتا ہے جس کی تفصیل فتاوی عالمگیری میں کچھ اس طرح موجود ہے :

"اگر قیدی کا والد یا چہ مر گیا اور وہاں کوئی تجہیز و تکفین کرنے والا نہیں ہے تو قیدی کو قاضی قید خانہ سے نکالے گا۔ اور یہی صحیح ہے اور اگر کوئی شخص وہاں تجہیز و تکفین کرنے والا ہو تو اس کو نکالنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ قیدی سے کفیل لے کر اس کو والدین کے اور دادا دادی ایسے بزرگوں اور اولاد کی نماز جنازہ کے واسطے باہر نکالا جاوے اور غیروں کے واسطے نہ نکالا جاوے اور اسی پر فتوی ہے۔ یہ جواہر اخلاطی میں لکھا ہے اور کبریٰ میں لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ والدین اور اجداد اور جدات اور اولاد کے جنازہ کے واسطے نکالنے میں ڈر نہیں ہے اور ان کے سوا کے واسطے نہ نکالا جاوے اور فتوی اس پر ہے کہ قرابتی ناتے کے واسطے کفیل لے کر نکالا جاوے"(۷۵)

لاوارث قیدیوں کی میت کی تجہیز و تکفین : جیل خانوں اور قید خانوں میں

ایسے قیدی بھی ضرور ہوتے ہیں جن کا کوئی وارث اور سرپرست نہیں ہوتا۔ ایسے لاوارث اور پردیسی قیدیوں کی وفات پر اسلامی ریاست ان کی وارث ہوتی ہے اور ان کی اموات پر اپنی ذمہ داری نبھانے کی پابند ہے۔

امام ابو یوسفؒ کتاب الخراج میں لکھتے ہیں :

"اگر کوئی قیدی مر جائے اور اس کا کوئی سرپرست نہ ہو تو اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام بیت المال سے کیا جائے اور اس کی نماز جنازہ ادا کر کے اسے دفن کر دیا جائے"(۷۶)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

اسلام میں قید و جیل کی غرض و غایت

معاشرتی زندگی کی استواری کیلئے قواعد و ضوابط یعنی قانون کی ضرورت سے انکار ممکن نہیں۔ کیونکہ افراد اور معاشرہ کا آپس میں گہرا تعلق ہے بلکہ افراد کے بغیر معاشرہ وجود میں ہی نہیں آسکتا۔ افراد اور معاشرہ کے باہمی تعلق اور روابط کو منضبط کرنے کیلئے قواعد و ضوابط کی تشکیل و تدوین کا آغاز اس وقت ہوا جب حضرت آدم علیہ السلام کو وحی کے ذریعے وہ باتیں سکھائیں جو اس دور کیلئے ضروری تھیں پھر وقتاً فوقتاً لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کیلئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ شروع ہو گیا اور اللہ تعالیٰ ہر دور اور زمانے کی ضرورت کے مطابق انبیاء علیہم السلام پر قانون نازل کرتا رہا۔ آخر کار یہ قانون رسول اللہ ﷺ پر ہر دور اور ہر زمانے کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے نازل کیا۔ چنانچہ یہ قانون وہ قواعد و ضوابط ہیں جو مسلمان قوم کی طبعی خصوصیات کے مطابق قرآن مجید اور سنت کی روشنی میں مرتب کیے گئے ہیں۔

اسی قانون کی اطاعت و تابعداری ہر شہری کا اولین فرض ہے۔ اس کے بغیر نہ ملک میں امن و سکون قائم رہ سکتا ہے اور نہ معاشرہ کی عمارت صحیح بنیادوں پر کھڑی ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

"لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا"(۷۷)

(زمین میں اس کی اصلاح ہو جانے کے بعد فساد نہ کرو)

اللہ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے مقرر کردہ قواعد و ضوابط کو توڑنا ہی فساد کہلاتا ہے گویا فساد قانون شکنی کا دوسرا نام ہے۔ دوسری جگہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ"(۷۸)

(جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقرر کردہ قوانین کے خلاف کرتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگ ہیں)

قرآن مجید کی ان آیات بینات سے واضح ہو جاتا ہے کہ جو لوگ اسلام کے قانون کی اطاعت و تابعداری سے اپنا ہاتھ کھینچ لیں اور معاشرے میں فساد پھیلانے کے مرتکب ہوں تو ان کی اصلاح و تادیب اور معاشرتی امن و سکون کو قائم و دائم رکھنے کی غرض سے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ان قانون شکن افراد کو قید و بند کی صعوبت میں ڈال دیا جائے تاکہ معاشرہ ان کے شر

اور فساد سے محفوظ رہ سکے۔

اسلام میں قید و بند کی سزا کا قانون عدل و انصاف پر مبنی ہے اور اس میں انسانی فطرت کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ فساد کرنے والے کو اس کے فساد کے مطابق سزا دی جا سکتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے :

"فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل مااعتدى عليكم"(۷۹)

(پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے تم اس کو اسی کے مطابق سزا دو جو اس نے تم پر کی ہے)

دوسری جگہ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

"وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به۔ولئن صبرتم لهوخير للصبرين"(۸۰)

(اگر تم کسی کو ایذا دو تو اتنی ہی دو جتنی تم کو دی گئی تھی اور اگر تم صبر کر لو تو بلاشبہ صبر کرنیوالوں کیلئے صبر ہی بہتر ہے)

ایک اور جگہ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

"وجزاء سيئة سيئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره على الله انه لايحب الظالمين" (۸۱)

(اور بدی کا بدلہ اس کی مثل سزا ہے پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ پر ہے وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا)

قرآن مجید کی ان آیات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قید و جیل کی سزا کا اصل مقصد انصاف اور اصلاح ہے اگر قانون شکن افراد کو معاف کر دینے سے اصلاح ہوتی ہو تو معاف کرنا بہتر ہے اور اگر معاف کرنے سے معاشرہ میں بگاڑ اور فساد ہوتا ہو تو سزا دینا ضروری ہے۔

ورلڈ انسائیکلو پیڈیا میں جیل کی غرض و غایت یوں بیان کی گئی ہے :

Prisons have four major purposes. These purposes are:

(1) retribution

(2) incapacitation

(3) deterrence and

(4) rehabilitation. Retribution means

punishment for crimes against society. Depriving crimi-

nals of their freedom is a way of making them pay a debt to society for their crimes. Incapacitation refers to the removal of criminals from society so they can no longer harm innocent people. Deterrence means the prevention of future crime. It is hoped that prisons provide warning to people thinking about committing crimes, and that the possibility of going to prison will discourage people from breaking the law. Rehabilition refers to activities designed to change criminals into law-abiding citizens, and may include providing educational courses in prison, teaching job skills and offering counseling with a psychologist or social worker. (82)

ترجمہ : جیلوں کے چار بڑے مقاصد یہ ہیں :

(۱) جرائم کا بدلہ (۲) مجرموں کا خاتمہ

(۳) حوصلہ شکنی (۴) مجرموں کی اصلاح

جرائم کے بدلے کا مطلب معاشرے کے خلاف جرائم کی سزا دینا ہے۔ مجرموں کو ان کی آزادی سے محروم کرنا ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے معاشرے کو ان کے جرائم کا بدلہ مل جاتا ہے۔

مجرموں کا خاتمہ معاشرے سے مجرموں کو نیست و نابود کرنے سے متعلق ہے تاکہ وہ معصوم لوگوں کو مزید نقصان نہ پہنچا سکیں۔ حوصلہ شکنی کا مطلب مستقبل میں جرائم کا تدارک ہے۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ جیلیں لوگوں کو جرائم کرنے کے متعلق سوچنے سے باز رکھیں گی اور جیلوں میں جانے کے امکان سے لوگوں میں قانون شکنی حوصلہ شکنی پیدا ہوگی۔ مجرموں کی اصلاح ایسی مصروفیات سے متعلق ہے جو مجرموں کو قانون کا پابند شہری بننے میں تبدیل کر سکے اور اس میں جیلوں کے اندر تعلیمی کورسوں کا اجراء شامل کیا جا سکتا ہے۔ فنی مہارت کی تعلیم اور ماہر نفسیات کی مشاورت یا سماجی کارکن کی خدمات سے اصلاح کی امید کی جا سکتی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

حوالہ جات

۱۔ The oxford guide to the english language
P.458 oxford university press.

۲۔ المنجد، ص ۱۸۳، دار الاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

۳۔ ایضاً ، ص ۴۵۹

۴۔ سورۃ یوسف: ۲۵، ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۳۶، ۳۹، ۴۱، ۴۲، ۱۰۰

۵۔ The world encyclopedia vol, 15 P. 809

۶۔ The new encyclopedia britannica vol, 9 P.710

۷۔ ڈاکٹر حسن ابراہیم و پروفیسر علی ابراہیم حسن، النظم الاسلامیہ (اردو ترجمہ) مسلمانوں کا نظم مملکت مترجم مولوی محمد علیم اللہ صدیقی، ص ۳۰۳، ندوۃ المصنفین، دہلی

۸۔ شمس العلماء علامہ شبلی نعمانیؒ، الفاروق حصہ دوم، ص ۲۲۸،
مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

۹۔ سورۃ المائدہ : ۳

۱۰۔ سورۃ الانعام : ۳۸

۱۱۔ صحیح مسلم شریف، جلد اول، کتاب الایمان، ص ۱۱۱، مطبع سعیدی کراچی

۱۲۔ مولانا منظور نعمانی، معارف الحدیث جلد اول، ص ۱۶۷۔۱۶۶،
دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی

۱۳۔ سورۃ الحدید : ۲۵

۱۴۔ مسعود الحسن خان صابری، آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان، ص ۸۹، نیو بک پیلس، لاہور

۱۵۔ سورۃ آل عمران : ۷۹

۱۶۔ سنن ابی داؤد، جلد سوم، کتاب القضا، ص ۱۱۱ ۔ ۱۱۰، اسلامی اکیڈمی، اردو بازار، لاہور

۱۷۔ شمس العلماء علامہ شبلی نعمانیؒ، الفاروق حصہ دوم، ص ۳۲۹،
مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

☆ قال الشافعی رحمه الله تعالی : الفقهاء کلهم عیال ابی حنیفه فی الفقه ☆

۱۸۔ امام مالک 'الموطا' کتاب الاقضیہ 'ص ۵۲۶' دینی کتب خانہ 'اردو بازار' لاہور
۱۹۔ مولانا امین احسن اصلاحی 'اسلامی ریاست' ص ۱۱۳'
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن 'لاہور۔
۲۰۔ ابن کثیر 'البدایہ والنھایہ (اردو) جلد ہفتم 'ص ۵۵۹' نفیس اکیڈمی اردو بازار 'کراچی
۲۱۔ سورۃ الحجرات: ۱۲
۲۲۔ سید قطب شہید 'فی ظلال القرآن (مترجم) جلد پنجم 'ص ۱۲۴۷۔۱۲۴۶'
ادارہ منشورات اسلامی منصورہ 'لاہور
۲۳۔ سورۃ الحجرات: ۶
۲۴۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری 'ضیاء القرآن جلد چہارم 'ص ۵۸۵'
ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
۲۵۔ صحیح بخاری شریف 'جلد سوم کتاب الآداب 'ص ۳۸۱'
مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار 'لاہور
۲۶۔ مشکوٰۃ المصابیح 'جلد دوم 'کتاب الامارۃ والقضا 'ص ۱۹۲'
مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
۲۷۔ محمد نجات اللہ صدیقی 'اسلام کا نظام محاصل ترجمہ کتاب الخراج لامام ابی یوسف'
ص ۴۹۲۔۴۹۱ 'مکتبہ چراغ راہ کراچی
۲۸۔ جامع ترمذی 'جلد اول 'ابواب الحدود 'ص ۶۴۳' مطبع سعیدی قرآن محل کراچی
۲۹۔ سنن ابن ماجہ 'جلد دوم 'باب الستر علی المؤمن ودفع الحدود بالشبھات 'ص ۱۰۳
دینی کتب خانہ 'اردو بازار 'لاہور۔
۳۰۔ بحوالہ مولانا امین احسن اصلاحی 'اسلامی ریاست 'ص ۱۲۰'
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن 'لاہور۔
۳۱۔ محمد نجات اللہ صدیقی 'اسلام کا نظام محاصل ترجمہ کتاب الخراج لامام ابی یوسف'
ص ۴۹۱ 'مکتبہ چراغ راہ کراچی
۳۲۔ ایضاً 'ص ۴۹۰
۳۳۔ ایضاً 'ص ۴۹۱

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

۳۴۔ جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن 'جرم و سزا کا اسلامی فلسفہ' ص ۴۰۔۳۸'
خورشید پرنٹرز لمیٹڈ 'اسلام آباد
۳۵۔ سورۃ ص :۲۶
۳۶۔ سورۃ المائدۃ :۴۸
۳۷۔ سورۃ المجادلہ :۲۰
۳۸۔ سنن ابن ماجہ 'جلد دوم 'باب اقامۃ الحدود' ص ۱۰۲ 'دینی کتب خانہ 'اردو بازار' لاہور
۳۹۔ صحیح مسلم شریف 'جلد دوم 'کتاب الحدود' ص ۷۰ ۸ 'مطبع سعیدی کراچی
۴۰۔ ڈاکٹر حسن ابراہیم و پروفیسر علی ابراہیم حسن 'النظم الاسلامیہ (اردو ترجمہ) مسلمانوں کا نظم مملکت مترجم مولوی محمد علیم اللہ صدیقی 'ص ۳۷ 'ندوۃ المصنفین 'دہلی
۴۱۔ مولانا عبدالسلام ندوی 'اسوہ صحابہؓ جلد دوم 'ص ۹۶ 'نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد
۴۲۔ ایضاً ' ص ۹۷
۴۳۔ محمد نجات اللہ صدیقی 'اسلام کا نظام محاصل ترجمہ کتاب الخراج لامام ابی یوسف'
ص ۳۶۹۔۳۶۸ 'مکتبہ چراغ راہ کراچی
۴۴۔ مولانا عبدالسلام ندوی 'اسوہ صحابہؓ جلد دوم 'ص ۹۷ 'نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد
۴۵۔ علامہ ابوالحسن الماوردی 'احکام السلطانیہ (اردو) ص ۲۹'
قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی
۴۶۔ محمد نجات اللہ صدیقی 'اسلام کا نظام محاصل ترجمہ کتاب الخراج لامام ابی یوسف'
ص ۳۷۲ 'مکتبہ چراغ راہ کراچی
۴۷۔ سید عبدالصبور طارق 'قدیم مسلمان قاضیوں کا بے لاگ عدل اور حکمرانوں کے خلاف فیصلے 'ص ۵۱ 'البدر پبلیکیشنز 'لاہور
۴۸۔ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی 'آئینہ حقیقت نما' جلد اول 'ص ۳۴ 'نفیس اکیڈمی کراچی
۴۹۔ سورۃ النساء :۱
۵۰۔ سورۃ الحجرات : ۱۳
۵۱۔ جامع ترمذی 'جلد دوم 'ابواب المناقب 'ص ۷۹۷'
مطبع سعیدی قرآن محل کراچی

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابو زرعہ)

۵۲۔ مولانا شبلی نعمانی 'سیرت النبی ﷺ جلد دوم 'ص ۱۵۸ ' نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد
۵۳۔ محمد حسین ہیکل 'الفاروق عمر 'ص ۱۵۱ بحوالہ اسلامی ریاست از مولانا امین احسن اصلاحی 'ص ۱۳۸۔ ۱۳۷ 'مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن 'لاہور
۵۴۔ محمد حسین ہیکل 'الفاروق عمر 'جلد دوم 'ص ۱۱۲ بحوالہ اسلامی ریاست از مولانا امین احسن اصلاحی 'ص ۱۳۶ 'مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن 'لاہور
۵۵۔ سورۃ النحل : ۹۰
۵۶۔ سورۃ النساء : ۵۸
۵۷۔ علامہ ابو الحسن الماوردی 'احکام السلطانیہ (اردو) ص ۴۹۲۔ ۴۹۱ ' قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی
۵۸۔ سورۃ البقرۃ : ۲۸۶
۵۹۔ سورۃ البقرۃ : ۱۸۵
۶۰۔ صحیح بخاری شریف 'جلد سوم 'کتاب الاحکام 'ص : ۷۶۱ ' مکتبہ تعمیر انسانیت 'اردو بازار 'لاہور
۶۱۔ سورۃ بنی اسرائیل : ۷۰
۶۲۔ سورۃ الاعراف : ۱۴
۶۳۔ مشکواۃ المصابیح ' جلد دوم ' باب الشفقة والرحمة على الخلق 'ص ۴۵۳ ' مکتبہ رحمانیہ اردو بازار 'لاہور
۶۴۔ فتاوی عالمگیری مترجم سید امیر علی 'جلد پنجم 'کتاب ادب القاضی 'ص ۲۲۴ ' ادارہ نشریات اسلام اردو بازار 'لاہور
۶۵۔ محمد نجات اللہ صدیقی 'اسلام کا نظام محاصل ترجمہ کتاب الخراج لامام ابی یوسف ' ص ۴۳۴ 'مکتبہ چراغ راہ کراچی
۶۶۔ فتاوی عالمگیری مترجم سید امیر علی 'جلد پنجم 'کتاب ادب القاضی 'ص ۲۲۷ ' ادارہ نشریات اسلام اردو بازار 'لاہور
۶۷۔ سورۃ الدھر : ۸
۶۸۔ سورۃ البقرۃ : ۱۶۸

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَکمَلُ المُؤمِنِینَ اِیمَانا اَحسَنُہُم خُلُقا

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قیامت کے دن

مومن کے عمل کے پلڑے میں

سب سے وزنی چیز جو رکھی جائے گی

☆☆ وہ ☆☆

اس کے اچھے اخلاق ہوں گے

منجانب : ملک برادرز

فقہ و اصول فقہ

عصرِ حاضر اور سدِّ ذرائع

محمد ارشد گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج نارووال

کتاب و سنت بنیادی مآخذ و مصادر کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے علاوہ کئی ایک ایسے مآخذ ہیں جو کہ ثانوی حیثیت کے حامل ہیں۔ ان میں سے ایک سدالذرائع بھی ہے۔ ہم ''عصر حاضر اور سدالذرائع'' کے موضوع پر گفتگو سے قبل سدالذرائع کا مختصر طور پر مفہوم بیان کرتے ہیں۔

لغوی مفہوم :اہل لغت کے ہاں لفظ ''سد'' میں رکاوٹ اور بند کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔(۱)

قرآن حکیم میں بھی لفظ سد کا استعمال رکاوٹ اور آڑ کے معنی میں ہوا ہے :

''قالوا یذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجاً علی ان تجعل بیننا وبینھم سدا''(۲)

ترجمہ :وہ(لوگ) بولے اے ذوالقرنین بلاشبہ یاجوج وماجوج(قوم) زمین میں فساد کرتے ہیں سو ہم تیرے لئے کچھ اجرت مقرر کریں۔اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے مابین ایک آڑ بنا دیں

ذریعہ سے مراد ایسا وسیلہ ہے جس سے کسی چیز تک رسائی حاصل کی جا سکے۔ خواہ وہ چیز فساد کا سبب بنے یا اصلاح کا۔ مگر اب عام طور پر ذرائع کے لفظ کا اطلاق ایسے وسائل پر ہوتا ہے جو کہ مفاسد کی طرف جانے والے ہوں(۳)

اصطلاحی مفہوم :سدالذرائع کا اصطلاحی مفہوم کئی ایک اہل علم نے بیان کیا ہے۔امام شاطبیؒ اس کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں :

''تذرع بفعل جائز الی عمل غیر جائز''(۴)(فعل جائز کو ناجائز فعل کیلئے وسیلہ بنانا)

عصر حاضر کے اصولیین میں سے علی حسب اللہ کے ہاں اس کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے :

''والمقصود بسدالذرائع منع مایجوز من ذلک اذاکان موصلاًالی مالایجوز (۵)

سدالذرائع سے مقصود یہ ہے کہ جائز امور کو منع کرنا جب کہ وہ ناجائز کی طرف لے جانے والے ہوں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ : تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

سو مختصراً سد الذرائع سے مراد ہر وہ جائز اور مباح امر روکنا ہے جو کہ کسی ناجائز امر کا سبب بنتا ہو۔

اس مقالہ میں اس حوالے سے بحث کی گئی ہے کہ عصر حاضر میں سد الذرائع کے اصول سے کیسے استفادہ کیا گیا اور کیسے مزید استفادہ کیا جاسکتا ہے؟ تاکہ اس موضوع کی افادیت سامنے آسکے۔

سد الذرائع کے اصول کے اطلاق کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

i۔ مختلف برائیوں اور بالخصوص قانون شکنی سے بچنے کیلئے سد الذرائع کی بنا پر منصوص اور غیر منصوص امور میں قانون سازی ہو چکی ہو تو اس کے درست یا غلط ہونے اور اس کے عملی نفاذ پر تبصرہ۔

ii۔ حالات و واقعات کے پیش نظر سد الذرائع کی بنا پر منصوص اور قیاسی امور میں مستقل طور پر قانون سازی اور بعض اقدامات کو ہنگامی طور پر اپنانے کی سفارش۔

سد الذرائع اور اس سے استفادہ

سد الذرائع کے اصول سے استفادہ کی مختلف سطحیں ہیں۔ بعض ایسے امور ہیں جن کا تعلق صرف انسان کی ذات سے ہے اور بعض امور کا تعلق معاشرے سے ہے جبکہ بہت سے امور کا تعلق حکومت سے ہے تاکہ حکومت قانون سازی کر کے معاشرے کو سد الذرائع سے استفادہ کا پابند بنا سکے۔ اس لئے ہم عصر حاضر میں سد الذرائع کے اصول سے استفادہ کی تفصیلات کو دو عنوانات کے تحت بیان کریں گے۔

۱) شخصی اور معاشرتی سطح پر سد الذرائع سے استفادہ

۲) حکومتی سطح پر سد الذرائع سے استفادہ

۱) شخصی اور معاشرتی سطح پر سد الذرائع سے استفادہ

سد الذرائع کے تحت کئی ایسے امور ہیں جن کا تعلق فرد اور معاشرے سے ہے' ان کا دائرہ کار حکومت کے تحت نہیں آتا۔ اس ضمن میں درج ذیل مثالیں قابل ذکر ہیں:

موضع تہمت اور سوئے ظن سے پرہیز کا حکم: شریعت نے بہت سے ایسے احکامات دیئے ہیں جن کو اپنانے سے تہمت کے مواقع پیدا نہیں ہوتے۔ جیسے عورت کو بغیر محرم لمبے سفر' غیر

محرم کا اجنبی عورت کے پاس رات گزارنا وغیرہ کی ممانعت۔

دوسری طرف قرآن حکیم نے کسی کے بارے میں سوئے ظن رکھنے کی ممانعت کی ہے (۶) اگر دونوں صورتوں میں عمل کیا جائے تو معاشرہ بہت سی برائیوں سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

ابن دقیق حدیث "انی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئا" (۷) کے تحت فرماتے ہیں:

"العلماء ومن یقتدی به فلا یجوز لهم ان یفعلوا فعلاً یوجب سوء الظن بهم وان کان لهم فیه مخلص" (۸)

(علماء اور ان کے پیروکاروں کیلئے جائز نہیں کہ وہ ایسا کام کریں جو ان کے حوالے سے سوئے ظن کو واجب کرتا ہو اگرچہ وہ اس میں مخلص ہوں)

گویا اس حدیث پاک میں مذہبی لوگوں کو ایسے امور سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے جو سوئے ظن کا سبب بنیں جیسے قبور کو بوسہ دینے کے قائلین کو بھی جھک کر بوسہ نہیں دینا چاہیے کہ ایسا عمل کرنے سے عوام الناس اسکو سجدہ تعظیمی سمجھ سکتے ہیں اور یہ سجدہ حرام ہے اس لئے صاحب قبر کیلئے دعا کرنے کیلئے دور کھڑا ہونا چاہیے تاکہ یہ غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

خواتین کیلئے ٹیلیفون پر بلا مقصد اور نرم لہجے میں گفتگو کرنے کی ممانعت

قرآن حکیم خواتین کیلئے غیر مردوں سے گفتگو کے آداب اس طرح بیان فرماتا ہے:

"فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض وقلن قولاً معروفاً" (۹)

(سو تم دب کر (غیر مردوں سے) بات نہ کرو (اگر نرم لہجے سے بات کی) تو پھر جس کے دل میں روگ ہے وہ طمع کرے گا اور تم صرف معقول بات کہو۔)

آج کے دور میں اس سے استفادہ کی ایک صورت یہ ہے کہ ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہوئے بھی خواتین کو ان امور کا خیال رکھیں۔

i۔ اجنبی مردوں سے بلا مقصد گفتگو سے حتی المقدور پرہیز۔

ii۔ دوران گفتگو نرم لہجے کی بجائے کسی حد تک سخت لہجہ اختیار کرنا۔

ان آداب کو اپنانے سے ہم انفرادی اور معاشرتی سطح پر بہت سی برائیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں:

رذائل اخلاق سے پرہیز: انفرادی اور معاشرتی سطح پر سد الذرائع کے اصول سے استفادہ کی انتہائی اہم صورت یہ ہے کہ ہم تمام رذائل اخلاق جیسے حسد، لالچ اور تکبر سے پرہیز کریں کیونکہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

ان رذائل اخلاق سے پرہیز نہ کرنے کی صورت میں بہت سی برائیوں حتی کہ قتل جیسے جرائم بھی سرزد ہو جاتے ہیں۔

بد شگونی سے احتراز کا حکم: ہمیں غلط عقائد سے بچنے کیلئے بد شگونی سے بچنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس شرک قرار دیا ہے(۱۰)اسی طرح حدیث میں مجزوم سے بچنے کا حکم بھی دیا گیا۔ ہمارے ہاں بہت سے مواقعوں پر اس طرح کی بد شگونی والے نظریات مشہور ہیں جیسے سورج گرہن کے موقع پر حاملہ خواتین کے اپنے ہاتھ میں چھری پکڑنے سے بچے کے کسی حصہ کا زخمی ہو جانا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سد الذرائع کے اصول پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آج کے سائنسی دور میں حقائق کو سمجھنے کی کوشش کریں اور بد شگونی سے بچ کر غلط نظریات سے محفوظ ہو جائیں کیونکہ بد شگونی سے مستقلاً کسی نفع و نقصان کے عقیدہ کو وابستہ کر لینے کو شرک قرار دیا گیا ہے۔

تبلیغ دین کے سلسلہ میں نفرت کا سبب بننے والے امور سے اجتناب

رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ دین کے معاملے میں تمام ایسے امور سے اجتناب کا حکم دیا ہے جس سے لوگوں کو نفرت ہو جیسے رسول اللہ ﷺ نے لمبی قرات سے روک دیا اور فرمایا کہ امام کو اپنے مقتدیوں میں سے بوڑھے کمزور اور ضرورت مند اشخاص کا بھی لحاظ کرنا چاہیے۔(۱۱)اسی طرح صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری اکتاہٹ کے خدشے کے پیش نظر بعض ایام میں وعظ فرماتے تھے۔(۱۲)

اس لئے آج کے دور میں ہمیں انفرادی اور جماعتی سطح پر دین اور تبلیغ دین کے معاملے میں تمام ایسے امور سے اجتناب کرنا چاہیے جو کہ دین سے نفرت کا سبب بنیں۔

احتیاطی روزہ اور نماز کی ممانعت: عبادات کے باب میں احتیاطی روزہ رکھنے کی ممانعت کی باقاعدہ تصریح احادیث میں ہے کہ جس نے یوم شک کا روزہ رکھا اس نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی(۱۳)اسی پر قیاس کرتے ہوئے احتیاطی نماز بھی نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ روزہ اور نماز کی بنیاد شک پر نہیں بلکہ یقین پر ہونی چاہیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ فرض میں اضافہ سمجھنا شروع کر دیں۔ سو ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر احتیاطی روزہ اور نماز سے احتراز کرنا چاہیے۔

خواتین کو چست اور نیم عریاں لباس پہننے کی ممانعت: خواتین کو ایسا باریک لباس پہننے

سے احتراز کرنا چاہیے جس سے ان کے جسم کی رنگت نظر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی خواتین پر سخت وعید بیان فرمائی ہے جو کپڑے پہننے کے باوجود عریاں ہوتی ہیں (۱۴) اسی طرح ایسا چست لباس بھی نہیں پہننا چاہیے جس سے جسم کی ساخت نظر آئے۔

ہمیں والد، خاوند اور بھائی کی حیثیت سے خواتین کو ایسا لباس پہننے سے روکنا چاہیے جس سے عریانی و فحاشی میں اضافہ ہو۔ سو آج کے پرفتن دور میں سد الذرائع کے طور پر اس طرح کا لباس پہننے کی سخت ممانعت ہونی چاہیے۔

صحبت بد سے احتراز کا حکم: کتاب و سنت میں بری صحبت سے احتراز کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ بری صحبت بہت سی برائیوں کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔ قرآن حکیم نے آیات الٰہی کے استہزاء کے وقت کفار کے ساتھ بیٹھنے والوں کیلئے وعید کے الفاظ اس طرح بیان فرمائے:

" انکم اذا مثلھم" (۱۵) (بلاشبہ تم بھی ان کی مثل ہو۔)

اسی طرح حدیث پاک میں بھی بری صحبت سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو سوائے ایسے دستر خوان پر نہیں بیٹھنا چاہیے جہاں شراب پی جا رہی ہو (۱۶) ایک اور حدیث میں بری صحبت کے اثرات کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جیسے لوہار کی بھٹی کی وجہ سے پڑوس میں آگ لگ سکتی ہے (کہ تیز ہوا کے جھونکے سے چنگاری پڑوس کے مکان تک جا سکتی ہے) یا اس کے قریب والے پر چنگارے کے گرنے سے اس کے کپڑے جل سکتے ہیں (کم از کم) اس کو بھٹی سے بدبو ضرور آتی ہے۔ (۱۷)

سو سد الذرائع کے طور پر صحبت بد سے احتراز لازم ہے کہ یہ چیز دنیا و آخرت دونوں کے اعتبار سے بہتر ہے۔ آج کے دور میں انفرادی و معاشرتی سطح پر ہم اس اصول پر عمل پیرا ہو کر بہت سی برائیوں سے محفوظ ہو سکتے ہیں بالخصوص نوجوانوں کو اس پر سختی سے عمل کی اشد ضرورت ہے تاکہ ان کے سیرت و کردار کی صحیح طور پر تعمیر ہو سکے اور وہ تباہی سے بالکلیہ محفوظ رہ سکیں۔

نشہ کے ابتدائی محرکات سے پرہیز:

حدیث پاک میں ہر نشہ آور چیز کی قلیل مقدار کا استعمال بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ (۱۸)

سو اس کے مطابق بھنگ، چرس اور افیون کی قلیل مقدار سے بھی احتراز لازم ہے۔ اسی

طرح نشہ کے ابتدائی محرکات جیسے نسوار، تمباکو اور سگریٹ سے بھی احتراز کرنا چاہیے تاکہ ان ابتدائی درجے کے نشے سے انسان زیادہ نشے کا عادی نہ بن جائے۔ سو ہمیں انفرادی سطح اور معاشرتی سطح پر ایسے بے فائدہ اور انسانی صحت کیلئے مضر اشیاء کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۲) حکومتی سطح پر سد الذرائع سے استفادہ :

سد الذرائع کے باب میں کثیر امور ایسے ہیں جن سے صرف حکومت کی سطح پر ہی استفادہ ممکن ہے ان امور کو ہم درج عنوانات کے تحت بیان کریں گے۔

i۔ مذہبی حوالے سے استفادہ
ii۔ معاشی واقتصادی حوالے سے استفادہ
iii۔ ادبی وثقافتی حوالے سے استفادہ
iv۔ قصاص و تعزیرات کے حوالے سے استفادہ
v۔ قانون شکنی سے بچاؤ کے حوالے سے استفادہ
vi۔ دہشت گردی کے خاتمے کے حوالے سے استفادہ

اب ہم ان عنوانات کے تحت تفصیلات کا تذکرہ کرتے ہیں :

i) مذہبی حوالے سے استفادہ

عصر حاضر میں مذہبی حوالے سے سد الذرائع سے استفادہ کی چند امثلہ حسب ذیل ہیں

فرقہ وارانہ تشدد سے بچنے کیلئے تبلیغ میں منفی انداز اپنانے کی ممانعت

علامہ محمود احمد آلوسی سورہ انعام کی اس آیت :

"ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدوا بغیر علم" (۱۹)
(اور تم جن کی وہ اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں ان کو گالیاں مت دو (کہ ایسا کرنے سے وہ جوابا) اللہ تعالی کو جہالت کی وجہ سے گالیاں دیں گے۔)

کے تحت اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے ایک جاہل آدمی کے سامنے رافضیوں نے شیخین (صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ) کو گالیاں دیں سو وہ بڑا غضبناک ہوا اور اس نے جوابا حضرت علیؓ کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ اس کے بعد اس آدمی سے پوچھا گیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے ان کو غصہ دلانے کیلئے ایسا کیا کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی اور چیز ان کو غصہ پر آمادہ نہیں کرتی۔ (۲۰)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

آج کے دور میں اگر اہل بیت کے محبین اور صحابہ کرام کے محبین اہل بیت اور صحابہ کرام کو گالیوں سے محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں خود کو گالیوں سے روکنا پڑے گا۔ اسی طرح مختلف مکاتیب فکر کے اکابرین کو برا بھلا کہنے کی ممانعت ہونی چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے جواباً منجت طرز عمل فطری بات ہے جس کا نتیجہ تشدد اور منافرت ہے۔ اس لئے اگر کسی کو کسی کی رائے سے کوئی اختلاف ہو تو وہ مثبت طریقے سے دلائل کا تذکرہ کرے۔ علاوہ ازیں جملہ اختلافی مسائل کے حوالے سے تقریر و تحریر میں صرف مثبت انداز اپنانا چاہیے تاکہ کسی کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔

فرقہ وارانہ تشدد کو کم کرنے کیلئے سد الذرائع کے اسی اصول کے مطابق تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۸ میں ہے:

Whoever, with the deliberate intention of wounding the religious feelings of any person, uttess any word or makes any sound in the hearing of that person or makes any gesture in the sight of that person.(21)

(جو کوئی جان بوجھ کر کسی آدمی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاتا ہے کہ وہ اس کیلئے کوئی لفظ کہتا یا اس آدمی کو سنانے کیلئے کوئی آواز لگاتا ہے یا اس آدمی کے سامنے کوئی معنی خیز اشارہ کرتا ہے۔)

ایسا کرنے پر ایک سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔ آج کل اس قانون پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے قوانین کا سختی سے عملی نفاذ کیا جائے تاکہ فرقہ وارانہ تشدد اور منافرت میں کمی ہو۔

<u>کفر و شرک کے فتووں سے اجتناب</u>: فرقہ وارانہ تشدد کو کم کرنے کے حوالے سے ابھی ہم نے بیان کیا۔ اس تشدد و منافرت کی بنیادی وجہ منفی انداز تبلیغ ہے اور اس کی آخری شکل عوامی اجتماعات میں کسی کیلئے کفر و شرک کے فتووں کا بے دریغ استعمال ہے حالانکہ اس کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ اگر کسی کی تحریر و تقریر کفریہ ہے تو اس کا باقاعدہ ثبوت غیر جانبدار علماء کی کمیٹی یا عدالت میں دیا جائے اور وہ مکمل تحقیق کر کے کسی فرد کے حوالے سے فتویٰ دیں اور اگر یہ معاملہ کسی جماعت کے حوالے سے ہو تو پھر بطور سفارش اسمبلی میں بھیج دیا جائے تاکہ وہاں اس پر مکمل بحث کر کے اس کو قانونی شکل دی جا سکے۔ عوام الناس میں ایسی چیزیں زیر بحث نہیں آنی چاہیں۔

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں: (محدث ابو زرعہ)

حدیث پاک میں ایسے انتہا پسندانہ انداز پر سخت وعیدان الفاظ میں بیان کی گئی ہے :

"ایما امری قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما ان کان کما قال والا رجعت علیه (۲۲)

(جس کسی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر دو میں سے ایک کی طرف لوٹے گا اگر وہ کافر ہوا تو اس پر کفر کا اطلاق درست ہو گا ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا۔)

اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ لوگ کسی کو کافر کہنا مذاق نہ بنالیں بلکہ انتہائی تحقیق کے بعد کسی کے بارے میں ایسی بات کہیں۔ موجودہ حکومت کو اس حوالے سے سختی سے کنٹرول کرنا چاہیے۔ تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۸ کے عموم میں بھی اس کا شمار ہو سکتا ہے مگر بطور خاص اس حوالے سے قانون سازی ہونی چاہیے اور اس سے سخت سزا کا تعین ہونا چاہیے تاکہ مسلمان فرقہ وارانہ تشدد اور منافرت سے محفوظ ہو سکیں۔

<u>گمراہ کن لٹریچر کا اتلاف یا اس پر پابندی</u>: وہ کتب 'رسائل اور اخبارات جن میں کتاب وسنت کے منافی تعلیمات کا ذکر ہو' ان کی اشاعت کی اجازت نہیں ہونی چاہیے بلکہ ان کو تلف کر دیا جائے۔ علاوہ ازیں وہ لٹریچر جو مسلمانوں کیلئے ضرر رساں ہے اس کو بھی جلا دیا جائے۔ صحابہ کرامؓ نے محض امت میں اختلاف کے خدشے سے قرآن کے بقیہ تمام نسخے جلوا دیئے (۲۳)

سو آج کے دور میں جو لٹریچر چھپ چکا ہے اس حوالے سے حکومتی سطح پر غیر جانبدار علماء اور ماہرین کا بورڈ مقرر ہو جو اسلامی عقائد و تعلیمات کے خلاف عبارات کی حامل کتب' رسائل وغیرہ کی نشاندہی کرے اور اس میں حسب ضرورت ترمیم' پابندی یا تلف کی سفارش کرے۔ اس بورڈ کی سفارشات پر عمل درآمد میں ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے تاکہ دیگر لوگ فتنہ وفساد اور گمراہ کن خیالات سے محفوظ رہ سکیں۔ اس حوالے سے بنیادی ضوابط کا ذکر کر کے پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس ۱۹۶۰ء (Press & Publication Ordinance, 1960) کو جامع بنایا جا سکتا ہے۔

<u>شرکیہ امور سے بچنے کیلئے قبور کی بناوٹ میں خلاف شریعت امور سے اجتناب :</u>

قبور کی بناوٹ میں ہمیں تمام خلاف شریعت امور سے اجتناب کرنا چاہیے' جیسے :

i. سنت طریقہ کے مطابق قبر کی اونچائی صرف ایک بالشت ہونی چاہیے اور ایسی صورت میں قبر کو بوسہ دینے کے جواز کے قائلین کو بھی بوسہ سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ ایسی صورت میں بوسہ دینے کیلئے کافی جھکنا پڑتا ہے جس سے عام آدمی کو سجدہ

کا گمان ہو سکتا ہے اس لئے ان کو قبر سے دور فاتحہ کہنی چاہیے۔

ii۔ مزارات کے ساتھ مساجد کی تعمیر اس طرح ہو کہ مزارات قبلہ سمت میں نہ ہوں بلکہ دائیں یا بائیں یا پشت والی طرف رہ جائیں تاکہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا شائبہ بھی پیدا نہ ہو۔

سو حکومت کو سد الذرائع کے طور پر قبور کے حوالے سے ایسے اقدامات کرنے چاہیے جس کی وجہ سے کسی حرام یا شرکیہ امر کا شائبہ بھی باقی نہ رہے۔

خواتین کو زیارت قبور کی ممانعت

خواتین کو زیارت قبور سے درج ذیل وجوہات کی بنا پر منع کر دینا چاہیے :

i۔ کھلے سر ہونا اور باریک لباس پہننا

ii۔ زیورات اور خوشبو کا استعمال

iii۔ مردوں کے ساتھ اختلاط

iv۔ غیر شرعی حرکات اور بے صبری

آج کے دور میں خواتین کی زیارت قبور ان میں سے اکثر خرابیوں کا ذریعہ بنتی ہے اس لئے خواتین کو زیارت قبور کی حکومتی سطح پر ممانعت ہونی چاہیے' جیسے امام عینی فرماتے ہیں :

"ان زیارة القبور مکروهة للنساء بل حرام فی هذا الزمان ولا سیما نساء مصر لان خروجهن علی وجه فیه الفساد والفتنة" (۲۴)

(خواتین کا قبروں کی زیارت کرنا مکروہ ہے بلکہ اس زمانے میں حرام ہے خصوصاً مصر کی خواتین کیلئے کہ ان کا باہر نکلنا فساد اور فتنہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔)

رسول اللہ ﷺ نے زیارت قبور کی ممانعت کو منسوخ فرمایا (۲۵) تو اس ممانعت کے حوالے سے علماء کے دو موقف ہیں۔

i۔ خواتین بھی اس حکم میں شامل ہیں اور انہیں بھی مردوں کی طرح زیارت قبور کی اجازت ہے۔

ii۔ دوسرا موقف یہ ہے کہ اس نسخ میں خواتین شامل نہیں ہیں یعنی ان کو زیارت قبور کی اجازت نہیں ہے۔ اس کی تائید میں ایک دوسری حدیث بھی پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کثرت کے ساتھ زیارت قبور کرنے والی خواتین پر لعنت بھیجی ہے۔ (۲۶)

سو ان خرابیوں اور آج کے پر فتن دور جس میں خواتین کو مساجد میں جا کر باجماعت نماز

پڑھنے کا معمول بھی نہیں ہے۔ سدالذرائع کے مطابق دوسرے مؤقف کو ترجیح دیتے ہوئے زیارت قبور کی سخت ممانعت ہونی چاہیے ورنہ حکومت کو ان خرابیوں سے بچنے کا باقاعدہ اہتمام کرنا چاہیے۔

<u>راتوں کو طویل دورانیے کے پروگراموں پر پابندی</u>: راتوں کو مذہبی اور غیر مذہبی طویل دورانیے کے پروگراموں پر پابندی ہونی چاہیے۔اس طرح کے تمام پروگراموں کے لئے نماز عشاء کے بعد دو'اڑھائی گھنٹے کا دورانیہ ہونا چاہیے کیونکہ عشاء کے بعد دیر تک رہنے والے پروگراموں کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی نماز فجر متاثر ہو سکتی ہے اور اس کی بنیاد وہ روایت ہے جس میں حضرت عمرؓ نے حضرت سلیمان کے بارے میں ان کی والدہ سے فجر کی نماز کی جماعت میں شامل نہ ہونے کا پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ رات بھر جاگ کر نفلی عبادت کرتے رہے۔ آخر شب میں غلبہ نیند کی وجہ سے ان کی آنکھ لگ گئی تو فرمایا:

"صلوة الصبح فی الجماعة احب الی من ان اقوم لیلة"(۲۷)

(رات کے قیام سے میرے نزدیک فجر کی باجماعت نماز زیادہ پسندیدہ ہے۔)

نوٹ: اس سے وہ راتیں مستثنیٰ ہیں جن میں پوری باتیں جاگنے کی باقاعدہ فضیلت ہے مگر اس میں بھی یہ بات پیش نظر رہے کہ پوری رات جاگنے کے بعد فجر کی باقاعدہ ادائیگی کے بعد تقریب کا اختتام ہو تاکہ نماز فجر متاثر نہ ہو۔

ii) معاشی و اقتصادی حوالے سے استفادہ

عصر حاضر میں معاشی و اقتصادی حوالے سے سدالذرائع کے اصول سے استفادہ کے ضمن میں چند اہم امور حسب ذیل ہیں:

<u>تعلیم و تربیت سے محرومی کا سبب بننے والی چائلڈ لیبر پر پابندی</u>:

ایسی باقاعدہ چائلڈ لیبر جس کی وجہ سے بچے عام طور پر تعلیم و تربیت سے محروم ہو جائیں' پر پابندی ہونی چاہیے۔ لیکن ان سے ان کی استعداد کے مطابق ایسی مشقت جو ان کی تعلیم و تربیت میں رکاوٹ نہ بنے' جائز ہے۔ استعداد سے بڑھ کر چائلڈ لیبر کے ممنوع ہونے کی دلیل "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا" ہے(۲۸)

پاکستان کے قانون(Employment of children Act, 1991)میں چوں

سے مشقت لینے کے ضوابط مقرر کیے گئے ہیں جیسے خطرناک کاموں سے اجتناب' بچے سے اس کی استعداد سے بڑھ کر کام اور لگاتار کام لینے کی ممانعت ہے تاکہ بچوں کی جان اور صحت کا تحفظ ہو سکے۔(۲۹)

خطرناک پیشوں میں چائلڈ لیبر میں قطعاً پابندی اور عام پیشوں میں بھی بچوں کی صحت اور آرام کی شروط کا لحاظ کیے بغیر چائلڈ لیبر ممنوع ہے۔اسی طرح ایسی لیبر جو بچوں کی بنیادی تعلیم و تربیت سے محرومی کا سبب بنے وہ بھی سدالذرائع کے طور پر ممنوع ہونی چاہیے۔

قاتل کی مقتول کی انشورنس کے حصے سے محرومی: اگر کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کو اس لیے قتل کر دے تاکہ وہ جلد اسکے انشورنس کے پیسوں میں سے حصہ دار بن جائے تو ایسی صورت میں اسے قانونی طور پر انشورنس سے محروم قرار دیا جائے گا کیونکہ قاتل کو محروم نہ کرنے کی صورت میں جلد مال کے حصول کیلئے دوسرے لوگوں کو قتل کرنے کی ترغیب ملے گی اور اس کی بنیاد وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا:

"القاتل لا یرث"(۳۰) (قاتل وارث نہیں ہوتا)

تعزیرات پاکستان دفعہ ۳۱۷ میں ہے:

Person committing qatl debarred from succession :-

where a person committing qatl-i-amd or qatl shilh -i-amd is an heir or a beneficiary under a will , he shall be debarred from succeeding to the estate of the victim as an heir or a beneficiary (31)

قتل کا ارتکاب کرنے والا آدمی وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے جہاں ایک آدمی قتل عمد یا قتل شبہ عمد کا مرتکب ہو اور وہ وارث ہو یا وصیت کے تحت فائدہ اٹھانے والا ہو وہ مرنے والے کی جائیداد کے حصول سے ایک وارث یا فائدہ اٹھانے والے کی حیثیت سے محروم کر دیا جائے گا۔)

سو سدالذرائع کے اصول پر مبنی اس ضابطے کے مطابق مقتول کی جائیداد (بشمول انشورنس) سے قاتل محروم ہوگا۔ مگر ایسے ضابطوں کا باقاعدہ انشورنس لاز میں بھی تذکرہ ہونا چاہیے۔

مرض الموت میں طلاق کے باوجود بیوی کا وارث ہونا: صحابہ کرامؓ اور فقہائے عظام کے

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

مطابق اگر کوئی وراثت سے محروم کرنے کیلئے اپنی بیوی کو مرض الموت میں طلاق دے دیتا ہے تو وہ اس طلاق کے باوجود وراثت کی حقدار ہوگی حالانکہ اصولی طور پر طلاق کے بعد اس کو حقدار نہیں ہونا چاہیے تھا مگر سد الذرائع کے بنا پر ایسا فیصلہ کیا گیا۔ پاکستان میں یہ قانون رائج ہے۔

Mutual rights of inheritance cease, except where the divorce was pronounced during the husband's death-illness in which case the wife's right to inherit continues until the expiry of her iddat(32)

طلاق سے وراثت کے باہمی حقوق ختم ہو جاتے ہیں سوائے اس کے جہاں طلاق خاوند کی مرض الموت کی حالت میں دی جائے۔ اس صورت میں بیوی کا حق وراثت اس کی عدت کے ختم ہونے تک قائم رہتا ہے۔

<u>مرض الموت میں قرض کے اقرار کا عدم اعتبار</u>: سد الذرائع کے اصول کے مطابق ورثاء کو حق تلفی سے بچانے کیلئے مرنے والے کا حالت مرض الموت میں کسی کے حق میں قرض کے اقرار کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر درج ذیل دو شرطیں پائی جائیں تو پھر تسلیم کیا جائے گا۔

Until after payment of debts acknowledged by the deceased while he was in health and of debts proved by other evidence.(33)

i- اس قرض کا میت نے اپنی صحت کے دوران اقرار کیا ہو۔

ii- وہ قرض جس کا دوسری شہادتوں کے ذریعے ثبوت ہو۔

اسی طرح کسی ایک وارث کے حق میں قرض کے اقرار کو بالکل تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

An acknowledgement of a debt made during death-illness in favour of an heir is no proof at all of the debt, and no effect can be given to it.(34)

حالت مرض میں کسی وارث کے حق میں قرض کا اقرار بالکل ثبوت تصور نہ ہوگا اور نہ ہی اس کو اس کا کوئی فائدہ دیا جائے گا۔

ان احکامات کی بنیاد بھی سد الذرائع ہے کہ ایسی صورتوں میں تمام ورثاء کو یا بعض کو نقصان پہنچانے کے ارادے کا قوی امکان ہو سکتا ہے۔

<u>سد الذرائع اور پرائس کنٹرول</u>: عام لوگوں کو ضروری اشیاء کی مناسب نرخوں پر فراہمی میں دشواری سے بچانے کیلئے پرائس کنٹرول کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر پرائس کنٹرول کے ساتھ

ساتھ کوالٹی کنٹرول بھی ہوتا ہے کیونکہ :

Different prices may be fixed for different localities or for different classes pr categories of any essential commodities.(35)

مختلف علاقوں یا مختلف بنیادی اجناس کی انواع واقسام کو دیکھ کر مختلف قیمتیں مقرر کی جا سکتی ہیں۔

اور پھر لوگوں کو ناجائز منافع خوری سے بچانے کیلئے زیادہ سے زیادہ قیمت کا تعین کر دیا جاتا ہے۔ پرائس کنٹرول ایکٹ ۱۹۷۷ء میں ہے :

No person shall sell or re-sell any essential commodity at a price higher than the maximum price so fixed.(36)

کوئی آدمی ضروری اشیاء کی زیادہ سے زیادہ مقرر شدہ قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت یا دوبارہ فروخت نہیں کرے گا۔

ناجائز منافع خوری کے علاوہ عہد فاروقی (۳۷) کی طرح بازار میں کم قیمت پر اشیاء کی فروخت کو بھی بطور خاص چیک کرنا چاہیے کیونکہ اس سے ذخیرہ اندوزی 'ملاوت اور کم ماپ تول جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

<u>ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے خلاف کاروائی</u> :لوگوں کو اشیاء ضروریہ کی عدم فراہمی جیسے اہم مسئلہ کے حل کیلئے ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ ایسے لوگوں کو بازار میں خرید وفروخت سے بھی منع فرما دیتے تھے (۳۸) تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں اور اس گھناؤنے جرم سے بچیں۔

پاکستان میں بھی The Hording and Black Market Order,1956 کے تحت ذخیرہ اندوزی پر چھ ماہ سے لے کر سات سال تک قید اور جرمانے کی سزا ہے (۳۹) اس اصول کی بنیاد بھی سد الذرائع ہے تاکہ لوگوں کیلئے مشکلات کا سبب بننے والے ذریعہ کا خاتمہ کر دیا جائے۔

<u>پوست کی کاشت پر پابندی</u> :۱۹۹۰ء سے حکومت پاکستان کی طرف سے صوبہ سرحد میں پوست کی کاشت پر پابندی ہے۔ پوست کی کاشت شرعاً منع نہیں ہے چونکہ سرحد میں عموماً پوست کے ذریعے نشہ آور چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ اس میں نقصان کا پہلو غالب ہے اور اس کے مقابلے میں اس کے مصالح کم ہیں۔ اس لئے سد الذرائع کے تحت حکومت کی یہ پابندی درست قرار پائے گی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ : تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

نوٹ : ۲۵ مارچ ۲۰۰۰ء کو روزنامہ جنگ میں صوبائی وزارت منصوبہ بندی کے مطابق امسال پوست کی کاشت بالکل ختم ہو جائے گی۔

iii۔ ادبی وثقافتی حوالے سے استفادہ

ادبی وثقافتی حوالے سے سد الذرائع کے اصول سے استفادہ کی چند ایک اہم امثلہ حسب ذیل ہیں

فحش لٹریچر پر پابندی : نظم ونثر پر مشتمل فحش لٹریچر سد الذرائع کے طور پر پابندی اس لئے ضروری ہے تاکہ فحاشی عام نہ ہو۔ اسی لئے آج کل ہمارے ہاں ہر قسم کے فحش لٹریچر پر قانونی طور پر پابندی ہے۔ تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۲ میں ہے :

Sale, etc, of obsence books, etc whoever

(a) sells,lets to hire,distributes,publicly exhibits or in any manner puts into circulation,or for purposes of sale hire,distribution, public exhibition or circulation,makes,produces or has in his possession any obsecene book , pamphlet , paper , drawing , painting , representation or figure or any obscene object whatever(40)

ناشائستہ اور فحش کتب کو بیچنا وغیرہ۔ جو کوئی بھی ایسی کتب کو کرائے کیلئے بیچنا' تقسیم کرتا' عوامی سطح پر نمائش کرتا یا کسی اور طریقے سے اسے گردش میں لاتا ہے یا فروخت 'کرائے' فری تقسیم 'عوامی نمائش یا گردش کے مقاصد کیلئے تیار کرتا ہے یا اپنے پاس کوئی فحش کتاب' پمفلٹ' اخبار' ڈرائنگ' پینٹنگ' عرضداشت' تصویر یا کوئی اور فحش چیز۔ (رکھتا ہے)

اس کی خلاف ورزی پر بھی تین ماہ کی سزا یا جرمانہ یا دونوں سزائیں مقرر ہیں۔ اس قانون سازی کے باوجود ہمارے ہاں فحش کتب رائج بھی ہیں مگر عملاً اس پر کوئی گرفت نہیں ہے۔

پرنٹ میڈیا میں عریاں تصاویر کی ممانعت :

اخبارات ورسائل میں عریاں اور بے پردہ تصاویر چھپنے سے کئی ایک خرابیاں لازم آتی ہیں :

i۔ بے پردگی اور مخفی زینتوں کا اظہار

ii۔ معاشرے میں غلط اقدار اور فحاشی کے عام ہونے کا ذریعہ

iii۔ غیر ممالک میں ہونے والے مقابلہ ہائے حسن کی کوریج سے احتراز اور بالخصوص اس

میں شرکت کرنے والی لڑکیوں کی تصاویر چھاپنے کی ممانعت۔

ان امور سے اجتناب اس لئے بھی ضروری ہے کہ قرآن حکیم نے جاہلیت کے دور کی طرح کا دکھلاوا دکھانے سے منع فرمایا۔(۴۱)اس تبرج سے مراد یہ ہے:

☆ موتیوں سے جڑی قمیض پہن کر راستے کے درمیان چل کر اپنے آپ کو مردوں پر پیش کرنا۔

☆ قمیض دونوں اطراف سے ان سلی ہو۔

☆ ایسا باریک لباس جو جسم کو چھپاتا نہ ہو(۴۲)

☆ عورت اپنی زینت اور محاسن کو ظاہر کرے(۴۳)

آج اخبارات اور رسائل میں چھپنے والی تصاویر کے مقاصد اور ان تصاویر کی کیفیت ملاحظہ کریں تو یہ منظر شاید تبرج جاہلیت سے بھی بڑھ کر ہے۔اس لئے حکومت کو تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۲ کا عملی اطلاق کرتے ہوئے اس فحاشی والے کام کو سختی سے روکنا چاہیے۔

نیم عریاں لباس اور بناؤ سنگھار کر کے خواتین کے گھر سے نکلنے پر پابندی:

امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ یہ بھی حکومت کا فرض ہے کہ وہ عورتوں کے بن ٹھن کر گھر سے نکلنے پر پابندی لگائے اور انہیں ایسا لباس پہننے سے روک دے جسے پہننے کے باوجود وہ ننگی دکھائی دیتی ہوں۔(۴۴)حضرت عمر فاروقؓ نے بھی اپنے عہد میں ایسا کرنے کی ممانعت فرمائی۔ اس حوالے سے پابندی نہ لگانے کی صورت میں معاشرے میں بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں اور خواتین کا یوں بناؤ سنگھار کر کے باہر نکلنا گویا مردوں کو دعوت شہوت دینے کے مترادف ہے۔ سو سدالذرائع کے طور پر ایسی چیزوں کی پابندی ضروری ہے۔

خواتین کے اوپن مقابلہ جات کی ممانعت: سدلذرائع کے طور پر خواتین کیلئے کھیلوں کے اوپن مقابلہ جات کی پابندی ہونی چاہیے کہ اس سے کئی خرابیاں لازم آتی ہیں:

i۔ بے پردگی

ii۔ مخفی زینتوں کا اظہار

iii۔ مردوں کے ساتھ اختلاط

iv۔ بے پردگی کی حالت میں تصاویر

اس سے مقصود یہ نہیں کہ خواتین کو جسمانی تربیت اور تفریح سے محروم کر دیا جائے گا

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

بلکہ ان کیلئے ان دُور مقابلہ جات کا اہتمام ہونا چاہیے۔

اوپن مقابلہ جات پہ پابندی کا مقصود یہ ہے کہ ایسے تمام ذرائع کو ختم کر دیا جائے جو فتنہ و فساد کا باعث ہوں۔ (جاری ہے)

حوالہ جات

۱۔ الجوہری، اسماعیل بن حماد (م ۳۹۸ھ) الصحاح، دار الحضارۃ العربیۃ، بیروت، ۱: ۵۷۵،
ابن منظور افریقی محمد بن مکرم (۷۱۱ھ) لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۳: ۲۰۷

۲۔ الکھف، ۱۸: ۹۴

۳۔ عبد الکریم زیدان، الدکتور، الوجیز فی اصول الفقہ، دار نشر الکتب الاسلامیۃ، لاہور: ۲۴۵

۴۔ الشاطبی، ابراھیم بن موسیٰ (۷۹۰ھ) الموافقات فی اصول الشریعۃ، مکتبہ محمد علی صبیح ازھر، مصر ۴: ۱۳۰

۵۔ علی حسب اللہ، اصول التشریع الاسلامی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی: ۲۸۳

۱۔ الحجرات: ۴۹: ۱۲

۲۔ البخاری، محمد بن اسماعیل ۲۶۵ھ، الجامع الصحیح، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۹۶۱ء، کتاب الصوم ۱: ۲۷۲

۳۔ العسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن حجر (۸۵۲ھ) فتح الباری، ۴: ۲۸۰، دار الفکر، بیروت

۴۔ الاحزاب، ۳۳: ۳۲

۵۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی ۲۷۵ھ، سنن، مکتبہ امدادیہ، ملتان ۲: ۱۹۰

۶۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید (۲۷۳ھ)، سنن، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۱: ۶۹،

۷۔ البخاری، ۱: ۱۶

۸۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ (۲۷۹ھ) جامع، اسلامی کتب خانہ، دیوبند یوپی بھارت، ۱۹۸۵ء ابواب الصوم، ۱: ۱۴۸

۹۔ مسلم، بن حجاج بن مسلم قشیری (۲۶۱ھ) الصحیح، قدیمی کتب خانہ، کراچی، کتاب اللباس، ۲: ۲۰۵

۱۰۔ النساء، ۴: ۱۴۰

۱۱۔ الدارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۲۲۵ھ)، سنن، نشر السنۃ، ملتان، ۲: ۷۳

۱۲۔ البخاری، کتاب الروح، ۱: ۲۷۲

۱۳۔ النسائی، احمد بن شعیب ۳۰۳ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، کتاب الاشربہ، ۲: ۳۲۶

☆ قال الشافعي رحمه الله تعالى : الفقهاء كلهم عيال ابي حنيفه في الفقه ☆

۱۴۔ مسلم کتاب الایمان' ۱ : ۵۷

۱۵۔ النساء ۴ : ۱۴۰

۱۶۔ الدارمی' عبداللہ بن عبدالرحمن (م ۲۲۵ھ)' سنن' نشر السنہ ملتان' ۲ : ۳۷۔

۱۷۔ البخاری' کتاب البیوع' ۱ : ۲۸۲

۱۸۔ النسائی' سنن' کتاب الاشربہ' ۲ : ۳۲۶

۱۹۔ الانعام' ۶ : ۱۰۸

۲۰۔ آلوسی' شہاب الدین سید محمود احمد آفندی (۱۲۷۰ھ)' روح المعانی' ۷ : ۲۵۱' مکتبہ امدادیہ' ملتان

۲۱۔ The pakistan Penal Code 1860,Kausar Brothers, Lahore: 267

۲۲۔ مسلم' کتاب الایمان' ۱ : ۵۷

۲۳۔ ابن قیم' محمد بن ابی بکر ۷۵۱ھ' الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشریعۃ' دار نشر الکتب الاسلامیۃ' لاہور : ۲۵۴

۲۴۔ العینی' بدالدین محمود بن احمد ۸۵۵ھ' عمدۃ القاری' ۸ : ۷۰' دار الفکر' بیروت'

۲۵۔ مسلم' کتاب الجنائز' ۱ : ۳۱۴

۲۶۔ ابن ماجہ : ۱۱۳

۲۷۔ مالک' ابن انس' امام ۱۷۹ھ' موطا امام مالک' کتاب صلوٰۃ الجماعۃ : ۱۳۸' فرید بک سٹال' لاہور' ۱۴۰۳ھ

۲۸۔ البقرہ' ۲ : ۲۸۶

۲۹۔ Local and special Laws(the Minor Acts), National Lawa times Publications, Lahore:984-91

۳۰۔ الترمذی' ابواب الفرائض' ۲ : ۳۱

۳۱۔ The pakistan Penal Code: 304

۳۲۔ Mulla, Dinshah fardunji Muhammadan Law, Mansoor Book House, Lahore: 418,

۳۳۔ Muhammadan Law: 166

۳۴۔ Abid

۳۵۔ Local and Special Laws: 455

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)